بسم اللہ الرحمن الرحیم

بغیر اجازت میکے رہنے والی کے خرچے کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں، کہ لڑکی اگر شوہر کی اجازت کے بغیر، اپنی ماں کے گھر جا کر بیٹھ جائے، جبکہ کوئی شرعی عذر بھی نہ ہو، تو کیا شوہر پر اس کو خرچہ دینا لازم ہے؟

جواب

اگر تو صورت حال ایسی ہے، کہ عورت بغیر کسی شرعی وجہ کے، ناراضی اختیار کر کے، شوہر کی اجازت کے بغیر، اپنی والدہ کے گھر جا کر بیٹھ جاتی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر پر اس کا نفقہ (خرچہ) دینا ضروری نہیں ہے، کیونکہ شوہر پر بیوی کا نفقہ، اس کے گھر میں احتباس (رکنے) کے عوض ہوتا ہے، اور اگر شوہر کی اجازت کے بغیر، بیوی کی جانب سے احتباس فوت ہو، (یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے پاس سے چلی جائے)، تو وہ ناشزہ (نافرمان) ہوتی ہے، اور ایسی بیوی جب تک اسی حالت میں رہے، تب تک بالاجماع نان و نفقہ کی مستحق نہیں ہوتی۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابیہ کے استفسار پر شوہر کے حقوق بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "وَلَا تخرج من بَيتهَا إِلَّا بِإِذْنِهِ فَإِن فعلت لعنتها مَلَائِكَة السَّمَاء وملائكة الرَّحْمَة وملائكة الْعَذَاب حَتَّى ترجع" ترجمہ: وہ شوہر کی اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نہ نکلے، اگر وہ ایسا کرے گی تو آسمان کے فرشتے اور رحمت وعذاب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجیں گے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے۔ (الترغیب والترھیب، جلد3، صفحہ 38، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

کتاب الاصل میں ہے "وقال محمد: حدثنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم أنه قال: إذا كان الحبس من قبل المرأة فلا نفقة لها" اور امام محمد علیہ الرحمۃ نے فرمایا: ہمیں امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے حضرت حماد علیہ الرحمۃ سے اور انہوں نے حضرت ابراہیم نخعی علیہ الرحمۃ سے بیان کیا کہ فرمایا: جب رکنا عورت کی جانب سے ہو تو اس کے لیے کوئی نفقہ نہیں۔ (کتاب الاصل، باب النفقۃ، جلد10، صفحہ 329، مطبوعہ: بیروت)

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے "(لا) نفقة لا حد عشر۔۔۔و(خارجة من بيته بغير حق) وهي الناشزة حتى تعود" ترجمہ: اِن گیارہ عورتوں کے لیے نفقہ نہیں ہے۔ ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو بلاوجہ شرعی اپنے شوہر کے گھر سے جانے والی ہے اور وہ نافرمان

ہے یہاں تک کہ اپنے شوہر کے گھر لوٹ آئے۔ (تنویر الابصار مع الدر المختار، کتاب الطلاق، جلد 5، صفحہ 288، 289، مطبوعہ : کوئٹہ)

نفقہ حق احتباس کی وجہ سے ہے یعنی شوہر کی رضامندی جہاں رکھنے کی ہے، وہاں رہنے پر شوہر کی فرماں برداری پوری کرنے کی وجہ سے لازم ہوتا ہے، ورنہ نہیں، چنانچہ محیط برہانی میں ہے "أن النفقة انما تجب عوضاً عن الاحتباس فی بیت الزوج، فاذا کان الفوات لمعنی من جهة الزوج أمکن أن یجعل ذلك الاحتباس باقیاً تقدیراً، أما اذا کان الفوات بمعنی من جهة الزوجة لا یمکن أن یجعل ذلك الاحتباس باقیاً تقدیراً وبدونه لا یمکن ایجاب النفقة" ترجمہ : **بیوی کا نفقہ شوہر کے گھر میں رکنے کے عوض واجب ہوتا ہے**، اگر یہ احتباس کسی ایسی وجہ سے فوت ہوجائے، جو شوہر کی طرف سے ہو، تواس احتباس کو تقدیرا باقی رکھنا ممکن ہے۔ (لہذا نفقہ بھی لازم رہے گا) **اگر یہ احتباس کسی ایسی وجہ سے فوت ہوجائے جو بیوی کی طرف سے ہو، تواس احتباس کو تقدیرا باقی نہیں مانا جاسکتا اوراس احتباس کے بغیر نفقہ بھی لازم نہیں ہوسکتا**۔ (محیط برہانی، جلد 3، صفحہ 522، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فتاوی رضویہ میں فرماتے ہیں : "**اسی طرح اگر ان دنوں کا نفقہ مانگتی ہے جن میں وُہ بے اجازتِ شوہر اپنی ماں کے یہاں چلی گئی اور شوہر بلاتا رہا، نہ آئی، توان ایام کا نفقہ بھی بالاتفاق نہ پائے گی کہ اس چلے جانے سے وُہ ناشزہ ونافرمان ہے اور ناشزہ کے لئے جب تک ناشزہ رہے بالاجماع نفقہ نہیں**۔" (فتاوی رضویہ، کتاب الطلاق، جلد 12، صفحہ 473، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں : "عورت اگرچہ مالدار ہو اس کا نفقہ شوہر پر لازم ہوتا ہے جبکہ وہ اس کے یہاں رہے اور بلاوجہ شرعی میکے میں رہے تو اصلا نفقہ کی مستحق نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 13، صفحہ 461، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُه اَعْلَم صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب : مولانا اعظم عطاری مدنی

فتوی نمبر: WAT-4993

تاریخ اجراء : 24 ذوالقعدۃ الحرام 1447ھ/12 مئی 2026ء